	امیدواروں کی تعداد	فیل ہوئے	پاس فیصد
سُنی	۱۱۹۵۰	۱۹۳	۹۸٫۳۸
شیعہ	۳۰۵	۲	۹۹٫۲۴

یعنی فیڈرل بورڈ آف ایجوکیشن سے ملحقہ ۲۵۹ درس گاہوں سے صرف ۳۰۵ شیعہ طلباء و طالبات نے
زمی دینیات کا امتحان دیا۔ شیعہ اور سنی امتحان دینے والوں میں شیعوں کا تناسب ۲٫۴۸ فیصد تھا۔ اگر غیر مسلم
یدواروں کو شامل کر لیا جائے تو کل امیدواروں میں شیعوں کا تناسب اور بھی کم ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اس بورڈ
ں شیعہ دینیات کا دسویں جماعت کا نصاب جداگانہ ہے اور یہ پرچہ بنانے والے اور دیکھنے والے لازماً شیعہ
پیپن ہوتے ہیں۔ ان ترغیبات اور دیگر سہولتوں کے پیش نظر شیعہ طلباء شیعہ دینیات ہی کا پرچہ دیتے ہیں۔
شیعہ طلباء ۲٫۴۸ فیصد ہیں تو ملک میں شیعہ آبادی اس سے نصف کے قریب ہوگی سنیوں کی نسبت شیعوں
، مالی اور تعلیمی حالت بدرجہا بہتر ہے۔ نیز شیعہ انجمنیں اپنے ہم مذہبوں کو پرائمری سے اعلیٰ تعلیم تک اتنے وظائف
تی ہیں کہ کوئی شیعہ لڑکا یا لڑکی غربت کی بنا پر تعلیم سے محروم نہیں رہتا۔ لہٰذا ملک میں شیعہ آبادی کا تناسب
نے دو فیصد سے کم ہے۔

باچا خان اور ملا آج تک یہ خیال تھا کہ باچا خان کے خلاف سارے الزامات مسلم لیگیوں کے گھڑے
ئے ہیں، چونکہ مسلم لیگ سے نفرت رہی ہے۔ اس لئے باچا خان کو قابل قدر جانا لیکن ان کی اپنی کتاب پڑھ کر
ھکہ لگا۔ آپ کی خدمت میں مضمون بھیج رہا ہوں۔ انشاءاللہ آپ شائع فرمائیں گے۔ آپ خود بھی وقت نکالکر
ں کتاب کو پڑھئے اور بروقت اس کا نوٹس لیجئے۔ اس کتاب کو پڑھ کر نہ جانے کتنے لوگ علماء سے بدظن ہو چکے
ں گے۔ خدا ہم کو موجودہ دور کے تمام فتنوں سے بچائے رکھے۔ آمین (ابو عمار قریشی)

افغانستان میں علماء حق کے قتل عام پر افغانی عوام کے شدید ردعمل سے کمیونسٹوں اور دیگر لادینی عناصر
اپنی غلطی واضح ہو گئی ہے، اب وہ سمجھنے لگے ہیں کہ عوام میں علماء کی جڑیں کتنی مضبوط ہیں اور وہ ان کا کتنا
ترام کرتے ہیں۔ اس سے سبق حاصل کر کے انہوں نے اب یہ پالیسی وضع کی ہے کہ پہلے ملا کو خوب بدنام کرو
سے عام آدمی کی نظروں میں حقیر بناؤ یہاں تک کہ جب اس کو قتل کیا جائے تو اس پر رونے والی آنکھ نہ ہو۔
باچا خان نے ہمیشہ نجی محفلوں میں مذہبی شعار کا مذاق اڑایا ہے۔ ملا کو برا بھلا کہا ہے۔ لیکن عوام میں انہوں
تقیہ سے کام لیا ہے۔ چونکہ یہ سب کچھ ان کی نجی محفلوں تک محدود رہا اس لئے علماء کرام خاموش رہے، اب جبکہ
ان کی مستقل پالیسی بن گئی ہے اور انہوں نے تقیہ کرنا بھی چھوڑ دیا ہے، ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم عوام تک اپنی بات
پہنچائیں اور ان کو سمجھائیں کہ اصل حقائق کیا ہیں۔ —— باچا خان قوم پرست ہیں اور بظاہر وہ سارے سرحد کا

درد دل میں لیئے ہوئے ہیں لیکن اندرونِ خانہ وہ ان تمام طبقوں کا دشمن ہیں جو غیر پختون کہلاتے ہیں دو غیر پختون سرحدی عوام کے بارے میں تو فی الحال انہوں نے کچھ نہیں کہا ہے کیونکہ ان کو ان کی ضرورت ہے میاں اور ملا کو تو بڑی بیباکی کے ساتھ پختون برادری کی لسٹ سے خارج کر دیا ہے۔ گویا خدا نخواستہ اگر بنتا ہے تو میاں اور ملا اقلیت کی حیثیت سے وقت گزاریں گے۔ اپنی کتاب " میری زندگی اور جدوجہد" لکھتے ہیں: پٹھانوں کی تاریخ میں بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب اقتدار کا موقعہ آیا ہے تو اپنے بھائی اور عزیز انہوں نے میاں اور ملا کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔ ص ۱۲۲ پشتو ایڈیشن ——— سوال یہ ہے کہ میا ملا ان کا بھائی اور عزیز نہیں۔؟

سرحد کے علماء کے ساتھ ان کی دشمنی کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کے غیر اسلامی حرکات پر تنقید کیا کہ مثلاً انہوں نے ان سے ان ہی کے فائدہ کی خاطر گذارش کی کہ آپ داڑھی رکھیں تو انہوں نے ان کے جواب کچھ کہا وہ خود ان کی کتاب میں دیکھئے: " میں وعظ و نصیحت کرتا لیکن ملاؤں کو پسند نہ آتا۔ اس لیئے کہ یہ پنڈتوں کی طرح اپنے آپ کو مذہب کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ——— آخر کار انہوں نے پروپیگنڈہ ش کیا کہ یہ شخص داڑھی منڈواتا ہے ——— قوم بھی جاہل تھی، ملا نے جس چیز کو مذہب کہا اس نے یقین حال یہ ہے کہ مذہب تو عمل کا نام ہے، اخلاق کا نام ہے۔ داڑھی اور مونچھوں کا رکھنا عربوں کی تہذیب کا حصہ تھا۔ صرف صحابہؓ نے داڑھیاں نہیں رکھی تھیں۔ ابولہب اور ابوجہل جیسے دشمنانِ اسلام بھی ڈاڑھ تھے۔ بہرحال ملاؤں کے اعتراض سے بچنے کی خاطر میں نے داڑھی رکھ لی۔ لیکن اب انہوں نے پھر اعتراض شروع کر لیا کہ یہ مٹھی سے کم ہے۔ ص ۸۸-۸۹

داڑھی اور داڑھی رکھنے والے کے ساتھ ان کی دشمنی کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ان کی کتا جدوجہد آزادی کے دوران کہے گئے بیشمار اشعار میں سے جس شعر کو جگہ ملی ہے وہ یہ ہے ؎

ما وے دا سڑی زموږ کور کښې خلل دی   اوس دا ولیدچه د ږیرې خاوند غل دی

ترجمہ:۔ میں نے کہا تھا کہ یہ آدمی ہماری قوم میں خلل ہے اب تم نے دیکھ لیا کہ داڑھی والا چور ہے۔

اس شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " یہ شعر اتنا مشہور ہوا کہ داڑھی والا جہاں بھی نظر آتا لوگ چیخ " داڑھی والا چور" یہاں تک کہ قصہ خوانی بازار میں داڑھی والا چل پھر نہیں سکتا تھا۔ ص ۲۴۰۔

پٹھانوں کے محسن علماء کرام نے ان کو ہندو تہذیب سے بچانے کی خاطر ہر ممکن کوشش کی۔ ہندوؤں کے موسیقی عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی کہ مسلمانوں کو اس کے ذریعے اپنے قریب لا اور پھر اپنی تہذیب کے رنگ میں رنگا جائے۔ نور خدا سے دیکھنے والے علماء ہندوؤں کے عزائم سے واقف

انہوں نے مسلمانوں کو سختی کے ساتھ موسیقی سے منع کیا تھا، اس دوران میں مسلمانوں میں سے ایک شخص موسیقی ل بن گئے اور اس کو اتنی ترویج دی کہ ہندو عش عش کر اٹھے۔ اس کا اثر آج تک اتنا گہرا ہے کہ جب یہ لوگ ے شہداء کا ماتم کرنے جاتے ہیں تب بھی ڈھول باجا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اس بارے میں مذکورہ ہ کے ص ۳۵۶ ، ۳۵۷ میں رقمطراز ہیں" ہمارے علاقہ میں ملاؤں نے ڈھول سرنا منع کیا تھا ..... ہم نے ے سے کہا" لاؤ ڈھول" وہ بہت خوش ہوئے اور خدائی خدمتگار بن گئے۔"

ڈھول باجا اور ناچ رنگ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "شام کو ہم بحری جہاز میں سوار ..... سامان رکھ لیا تو قطار میں کھڑے ہوگئے اور جہاز ہی سے ڈھول بجانا شروع کر لیا۔ ساحل پر موجود ناچنے لگے ص ۲۶۴

ہندوؤں کے لئے ان کی فراخدلی کا یہ عالم تھا کہ وہ خدا کے حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے میں ں کیا کرتے تھے مشہور خدائی خدمتگار محمد اسلام نسیم باغوانزئی نے اپنی پشتو تصنیف "سپین صبا" اہے (جیل میں) انہوں نے گیتا اور گرنتھ کی تعلیم ہندو علماء سے حاصل کی اور گوشت کھانا ترک کر دیا۔ ص ۵۹ سرحد کا ملا انگریز دشمنی میں ان سے کم نہیں لیکن دونوں کے محرکات میں فرق ہے۔ ملا کی دشمنی کا محرک وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا دشمن تھا جبکہ باچا خان کی دشمنی کی وجہ صرف یہ تھی وہ ہندوستانی نہیں ں یہ بات کہ وہ کافر تھا باچا خان سرے سے اس کا قائل ہی نہیں، ان کے ہاں یہودیت، عیسائیت ، ت، اور اسلام سارے برحق مذاہب ہیں۔ فرماتے ہیں: "حقیقت یہ ہے کہ سارے آسمانی مذاہب برحق ص ۱۲۹ ، ۱۳۰ حالانکہ دوسرے آسمانی مذاہب برحق تھے اور اسلام برحق ہے۔ "تھے" اور "ہے" نہ کرنا دھوکہ دہی ہے۔ افغانستان میں یوم پختونستان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مذہب نوں ہم پٹھانوں نے جتنا نقصان اٹھایا ہے۔ شاید ہی دنیا کی کسی قوم نے اٹھایا۔ پشتو پمفلٹ "د پختونستان په مناسبت" ص ۴ پھر فرماتے ہیں: "میں نے آپ سے ابھی ابھی کہا کہ آج یہ اسلام اور دوسرے نفرت پیدا کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے ہیں۔ ص ۱۰ قارئین سمجھ چکے ہوں گے کہ اصل حقیقت حال ...؟

(ابو عمار قریشی)

سوانح نگاروں کی نسبی تعلق میں بے احتیاطی ماہنامہ الحق کے جنوری ۱۹۸۶ء کے شمارے میں "چند یادیں" ن سے حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب، اثر افغانی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں اُن کے قلم لغزشیں ہوگئی ہیں اور انہوں نے "سید سازی کی مہم" کے تحت حضرت مولانا قاری ثناء اللہ پانی پتیؒ تفسیر مظہری، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد